زبان سے نیت کرنے کی شرعی حیثیت

حافظ محمد الیاس اثری گوجرانوالہ

نیت

نماز شروع کرنے کیلئے نماز کی نیت ضروری ہے۔ نیت کا معنی ہے دلی ارادہ یعنی ہر نمازی کو دل میں ارادہ کرنا چاہئے کہ میں فرض پڑھنا چاہتا ہوں' یا نفل' پھر ظہر کے فرض ہیں یا عصر کے حضر میں ہیں یا سفر میں' جمعہ کے ہیں یا خوف کے' اگر نفل ہیں تو عیدین کی نماز ہے یا کسوف وخسوف کی' ضحیٰ کی ہے یا استسقاء کی' تسبیح کی ہے یا تراویح کی' عام نوافل کی ہے یا وتر کی اور مقتدی کو دل میں امام کی اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

﴿انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری ما نوی' بخاری کیف کان بدء الوحی ۱/۲' کتاب الایمان باب ما جاء ان الاعمال بالنیة...... ۱/۲' کتاب العتق باب الخطاء والنسیان فی العتاقة والطلاق ۱/۳۴۳' کتاب النکاح باب من هاجر او عمل خیرا...... ۲/۷۵۹' کتاب الایمان بالنیة فی الایمان ۲/۹۹۰' کتاب الحیل باب فی ترک الحیل ۲/۱۰۲۸ مسلم کتاب الامارة باب قوله ﷺ انما الاعمال بالنیة ۲/۱۴۰' سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب عنی به الطلاق و النیات ۱/۳۰۰' ترمذی ابواب فضائل الجهاد باب ما جاء من یقاتل. ریاء وللدنیا ۱/۲۳۴' نسائی کتاب الوضوء باب النیة فی الوضوء ۱/۱۲' کتاب الطلاق باب الکلام ان قص به فیما یحتمله معناه ۱/۹۴' کتاب الایمان والنذور باب النیة فی الیمین ۲/۱۳۵' ابن ماجه ابواب الزهد باب النیة ۳۱۱' سنن الدار القطنی کتاب الطهارة باب النیة ص ۵۰' السنن الکبری' کتاب الصلوة باب النیة فی الصلوة ۲/۱۴﴾

اعمال کی صحت نیتوں پر موقوف ہے' ہر آدمی کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملتا ہے۔

سوال

کیا زبان سے نیت کے مروجہ الفاظ (دو رکعات فرض نماز یا تین رکعات یا چار رکعات...... الخ) کہنے درست ہیں......؟ اور اس عمل کے پابند لوگ جناب مرغینانی (وفات ۵۹۳) کی مندرجہ ذیل عبارت سے استدلال کرتے ہیں:

﴿ویحسن ذالک لاجتماع عزیمة﴾

(ہدایہ اولین ۱/۹۶)

زبان سے یہ کلمات کہنا اچھے ہیں' تاکہ زبان اور عزم جمع ہو جائیں اسی طرح بعض شوافع سے بھی منقول ہے۔ (المہذب باب صفة الصلوٰة ۳/۲۴۳)

سوال

رمضان میں شائع ہونے والے ٹائم ٹیبل' اشتہارات اور کیلنڈروں پر جو روزہ رکھنے کی مروجہ دعا: ﴿وبصوم غد نویت من شهر رمضان﴾ لکھی ہوتی ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب

ان تمام سوالات کا جواب ائمہ لغت کی تصریحات و تحقیقات اور ائمہ حدیث کی توضیحات وتشریحات معلوم کر لینے کے بعد بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔

ائمہ لغت کی تحقیق

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

﴿نوی الشیء نیة ای قصد﴾ (لسان العرب)

نیت کا معنی ارادہ اور قصد کرنا ہے

لیس یتوئی لکھتا ہے:

﴿النیة عزم القلب﴾ (المنجد)

دلی ارادے کا نام نیت ہے۔

﴿النیة توجه النفس نحو العمل﴾ (المعجم الوسیط)

عمل کی طرف توجہ کرنے کا نام نیت ہے۔ فقہاء امت کی تصریح' حافظ دنیا (ابن حجر وفاتہ ۸۵۲) لکھتے ہیں کہ

﴿محل النیة القلب﴾ (فتح الباری ۱/۱۲)

''دل نیت کی جگہ ہے''

امام ابواسحاق استرائینی لکھتے ہیں:

﴿ومن اصحابنا من قال ینوی بالقلب ویتلفظ باللسان ولیس بشیء لان النیة معنی القصد بالقلب﴾ (المہذب ۳/۲۴۲)

ہمارے ائمہ میں سے جن حضرات نے کہا تھا کہ دل کے ارادے کے ساتھ زبانی تلفظ بھی ہونا چاہئے' یہ ٹھیک نہیں ہے' کیونکہ دل کے ارادے کا نام ہی نیت ہے۔ امام نووی (وفات ۶۷۲) کا بھی نظریہ ہے۔ (لمعات ۱/۵۴' شرح المہذب) علامہ کا قول بھی یہی ہے:

﴿معنی النیة قصدک الشیء بقلبک

ومجری الطلب منک له﴾ (لمعات ۱/۵۴)

"یعنی کسی چیز کے حصول کا دلی ارادہ کرنا پھر اس کیلئے عمل کرنا ہی نیت ہے۔"

علی بن سلطان (وفات ۱۰۱۴) نے ابن ہمام کی مندرجہ ذیل عبارت نقل فرما کر حقیقت کو بالکل واضح اور صاف کردیا ہے:

﴿قال بعض الحفاظ لم یثبت عن رسول اللہ ﷺ بطریق صحیح ولا ضعیف انه علیه السلام یقول عند الافتتاح اصلی کذا ولا عن احد من الصحابة والتابعین بل المنقول انه کان علیه الصلوة والسلام اذا قام الی الصلوة کبر﴾ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱/۴۰)

بعض حفاظ حدیث نے فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نہ تو صحیح سند سے اور نہ ہی ضعیف سے ثابت ہے کہ آپ نماز کے شروع میں فرماتے ہوں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں' نہ کسی صحابی سے اور نہ ہی تابعی سے منقول ہے' بلکہ آپ سے تو مروی ہے کہ نماز کے شروع میں صرف اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی بے حد مفید اور نفیس بحث کا خلاصہ ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔

آنحضرت ﷺ سے نہ آپ کے صحابہ کرام سے اس طرح کی نیت کا کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی کوئی حکم منقول ہے۔ اگر یہ مشروع (جائز) ہوتا تو لازماً آپ اس کا حکم فرما دیتے' جب کہ یہ فریضہ دن رات ادا کیا جاتا ہے ﴿وھذا القول اصح﴾ کیونکہ لفظوں (زبان) سے نیت کرنا عقلاً جائز ہے نہ شرعاً۔ شرعاً تو اس لئے جائز نہیں کہ یہ بدعت (دین میں اضافہ) ہے اور عقلاً اس لئے ممنوع ہے کہ اس طرح زبان سے بولنے کا مطلب ہے کہ کوئی آدمی کہے کہ میں کھانے کے برتن اس لئے کھول رہا ہوں کہ لقمہ اٹھاؤں' منہ میں رکھوں' اندر نگلوں اور سیر ہو جاؤں یہ تو بالکل ہی خلاف واقعہ اور بیوقوفی ہے۔ آگے مزید لکھتے ہیں:

﴿قد اتفق الائمه علی ان الجهر بالنیة وتکریرها لیس بمشروع بل من اعتاده فانه ینبغی له ان یودب تادیبا یمنعها عن التعبد بالبدع وایذاء الناس یرفع صوته﴾ (الفتاویٰ الکبریٰ ۲/۲۱۸)

اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ بلند آواز سے نیت کرنا اور پھر بار بار کرنا جائز نہیں ہے' بلکہ اس فعل کے عادی کو بتایا جائے کہ وہ اس قسم کی یہ بدعات سے باز آ جائے اور لوگوں کو بلند آواز کے ساتھ تکلیف نہ دے۔

علامہ ابن قیم بھی اپنے استاد گرامی کی طرح اپنی تحقیق بڑے جاندار الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے تھے اور اس سے پہلے زبان سے کچھ نہ کہتے:

﴿ولا یلفظ بالنیة البتة ولا قال اصلی لله صلوة کذا مستقبل القلبة اربع رکعات اماما او ماموما ولا قال اداء ولا قضاء ولا فرض الوقت وھذه عشر ة بدع لم ینقل عنه احد قط باسناد صحیح ولا ضعیف ولا مسند ولا مرسل لفظة واحدة منها البتة بل ولا عن احد من اصحابه ولا استحسنه احد من التابعین ولا الائمة الاربعة﴾ (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ۱/۵۱)

آپ بالکل یہ تلفظ نہ کرتے تھے کہ قبلہ رخ ہو کر چار رکعات نماز اللہ کیلئے پڑھ رہا ہوں' امام ہوں یا مقتدی اور یہ بھی فرماتے کہ نماز ادائی ہے یا قضائی اور نہ ہی فرماتے کہ وقتی نماز ہے یہ دس بدعات ہیں' کسی صحیح سند' ضعیف سند' مسند اور مرسل کی طرح بھی کوئی حدیث' کسی صحابی نے آنحضرت سے نقل نہیں فرمائی' بلکہ آپ کے کسی صحابی سے بھی منقول نہیں ہے اور نہ ہی کسی تابعی نے اس کو مستحسن سمجھا ہے اور نہ ہی کسی امام نے اس کو اچھا سمجھا ہے۔

ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنا صحیح نہیں ہے۔ ذہنی اطمینان اور دلی سکون کیلئے یہ حوالہ جات کافی ہیں۔ میں یہاں استحسان وغیر استحسان کی بحث نہیں چھیڑنا چاہتا' کیونکہ اس قسم کی ابحاث سے وہی لوگ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں' جو بدعات کی تقسیم (حسنہ وسیئہ) کے قائل ہیں۔

قابل توجہ امر

حافظ ابن قیم نے اس موقع پر بڑی اچھی اور عمدہ گفتگو فرمائی ہے اور اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ نیت کے تلفظ کا اجراء کیسے ہوا' فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا کہ نماز کی حیثیت روزے کی سی نہیں ہے' روزہ رکھنے کیلئے زبان سے کچھ کہنا پڑتا ہے' مگر نماز کیلئے زبان سے کچھ بھی بولنا اور کہنا نہیں پڑتا ہے' ان کا مقصد تو یہ تھا کہ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے' مگر روزہ رکھنے کیلئے زبان سے کچھ بھی نہیں کہنا پڑتا' مگر شافعی مقلدین نے ان کی یہ بات نہیں سمجھی اور زبان سے نیت کرنے کا رواج ڈال دیا' کیونکہ امام موصوف سے ایسے فعل کو لازم قرار دینے کی توقع نہیں ہے۔ جس پر نہ نبی ﷺ کا عمل ہو' نہ خلفاء راشدین کا اور نہ دیگر ائمہ حدیث ﴿کثر اللہ جماعتهم﴾ سے منقول ہے (زاد المعاد ۱/۵۱)

عقلی جواب

یہ امر باعث حیرت ہے کہ ساری نماز تو عربی زبان میں منقول ومروی ہے اور آج تک ساری امت عربی میں نماز ادا کرتی چلی آ رہی ہے اور نیت پنجابی' اردو' پشتو اور سندھی وغیرہ میں کی جاتی ہے۔ عربی الفاظ حدیث کی کسی کتاب میں کیوں نہیں دکھائے جاتے' جس کا صاف اور صریح مفہوم یہ ہے کہ ایسے الفاظ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے منقول نہیں ہیں۔

اعتراض

اگر عربی میں نیت کرلی جائے تو پھر ٹھیک ہے......؟

جواب بقیہ صفحہ 17 پر